سچائی پر قائم ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ پر توکّل کرو اور دعاؤں میں لگ جاؤ

(فرمودہ ۲۱؍جون ۱۹۳۵ء)

تشہّد ،تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

جس رنگ میں ہماری جماعت کی مخالفت اِن ایام میں ہو رہی ہے، وہ خود اپنی ذات میں اس امر کی دلیل ہے کہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اُسی سِلک میں منسلک ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے ابتدائے عالَم سے شروع کر کے انتہائے عالم تک لے جانے کا وعدہ کیا ہوُا ہے یعنی مأمورین کی وہ جماعت جو دنیا کو گمراہی اور ضلالت سے نکال کر صداقت اور راستی کی طرف لاتی ہے۔ انتہائی عداوت انسان کو دیوانہ بنا دیتی اور ہر قسم کے خوف سے آزاد کر دیتی ہے یہی بات ہمیں آج بھی نظر آتی ہے کہنے کو کہا جاتا ہے کہ ہندوستان ایک مہذب حکومت کے ماتحت ہے ایسی حکومت کے ماتحت جو قانون کا احترام کرتی اور قانوں کا احترام کرنا سکھاتی ہے لیکن ہمارا گزشتہ دنوں کا تجربہ بتاتا ہے کہ ایسی زبردست حکومت کے ماتحت ایسی حکومت جو قانون کے احترام کے لئے مشہور ہے ہمارے معاملہ میں قانون کا احترام کرنے سے قاصر رہ گئی ہے کیونکہ ہمارے مقابلہ میں ایک ایسی جماعت ہے جو جھوٹ اور فریب سے انتہائی درجہ کا کام لیتی ہے حق کو حکومت پر مشتبہ کرتی رہتی ہے ایک نوجوان اُٹھتا ہے اور ایک جھوٹی کہانی بنا کر لاہور کے ایک یزیدی اخبار میں چھپوا دیتا ہے پھر وہ

سارے ہندوستان میں چکر لگاتی چلی جاتی ہے اس پر ریویو کرنے والے یہ اظہار کرتے چلے جاتے ہیں کہ اس کا نتیجہ یقیناً ' فساد اور خون ریزی ہوگی مگر حکومت کا ہاتھ جسے اس کے ایک ذمّہ دار افسر نے مفلوج قرار دیا ہے نہ جھوٹی خبر کی اشاعت کرنے والے کو روکتا ہے اور نہ حکومت دھمکیاں دینے والوں سے باز پُرس کرتی ہے یہاں تک کہ احمدی جماعت کے ایک فرد پر قاتلانہ حملہ ہو جاتا ہے پھر حکومت کو محسوس ہوتا ہے کہ یہ باتیں معمولی نہ تھیں۔ میں کہوں گا کہ اس معاملہ میں حکومت سرحد نے حکومت پنجاب سے زیادہ دانشمندی اور انصاف کا ثبوت دیا ہے کیونکہ گو اس نے واقعہ سے پیشتر اس قسم کے خطرہ کو پوری طرح روکنے کی کوشش نہ کی یا ممکن ہے اس نے اس قسم کی کوشش تو کی ہو مگر ہمارے علم میں نہ آئی ہو لیکن وقوعہ کے بعد جس تیزی کے ساتھ اس نے کام کیا ہے اور جس طرح احمدیہ جماعت کے افراد کی حفاظت کے لئے اس نے کوشش کی ہے وہ یقیناً اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ صوبہ سرحد کے انگریز حکام اس نیک نام کے قائم رکھنے کے لئے ضرور کوشاں ہیں جو برطانیہ نے سینکڑوں سال کی قربانیوں کے بعد قائم کیا تھا یہ اور بات ہے کہ وہ اس میں کامیاب ہوں یا نہ ہوں یا ان کی کوششیں اتنا مؤثر نتیجہ پیدا نہ کرسکیں جتنا وہ پیدا کرنا چاہتے ہیں مگر مؤمن کسی کی خوبی کا اقرار کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ پس چونکہ جو رپورٹیں مجھے پہنچی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ صوبہ سرحد کی حکومت نے خطرات کو روکنے کے لئے اپنی طرف سے پوری مستعدی سے کام لیا اس لئے میں اس کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں مگر پنجاب میں ہمارا تجربہ یہ ہے کہ ایک شخص قادیان میں تقریر کرتا اور بِالوضاحت جماعت احمدیہ اور جماعت کے امام کو دھمکیاں دیتا ہے اس کے بعد پے درپے دو شخص قادیان ایسے آتے ہیں جو جماعت کے امام پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں یہ اور بات ہے کہ وہ حملہ سے پہلے پکڑے جاتے ہیں مگر پراسیکیوشن (PROSECUTION) کرنے والے بعض حکام کی طرف سے کوشش یہ ہوتی ہے کہ کسی طرح ثابت کیا جائے کہ ان واقعات کا کانفرس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اشتعال انگیز تقریریں کی جاتی ہیں اور اس کے بعد چند ماہ کے عرصہ کے اندر اندر شورش اور مخالفت کے ایام میں ہی قاتلانہ حملہ کرنے کے ارادہ سے دو شخص کچھ کچھ وقفہ کے بعد قادیان آتے ہیں مگر مقدمہ کی پیروی کرنے والے بعض حُکّام کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ ثابت کریں اس کا احراریوں کے جلسہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ ایک اتفاقی بات ہے۔ گویا اکتوبر کی احرار کانفرنس کے بعد دو شخصوں کا بد ارادے کے ساتھ

قادیان آنا حکومتِ پنجاب کے ان افسروں کے نظریہ کے مطابق جو تفتیش کے لئے مقرر تھے محض حسنِ اتفاق تھا اور اس کے بعد سوائے اس کے کچھ نہیں کیا جاتا کہ ایک اخبار کے نمائندہ کو یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ ہم نے جماعت احمدیہ کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کیا ہوا ہے اور جب بھی وہ باہر جاتے یا اندر آتے ہیں، پولیس ان کی حفاظت کرتی ہے۔ یہاں جس قدر آدمی بیٹھے ہیں وہ دیکھ سکتے ہیں کہ میرے ساتھ کتنی پولیس ہوتی ہے مگر یہ خبر تمام ہندوستان کے اخباروں میں شائع کرا دی جاتی ہے اور جب ذمّہ دار افسروں سے پوچھا جاتا ہے کہ وہ پولیس ہے کہاں جسے حفاظت کے لئے مقرر کیا گیا ہے آخر وہ کوئی جنّات کی قِسم میں سے نہیں کہ پوشیدہ ہوں اور انسانی آنکھ سے دکھائی نہ دے تو سوائے خاموشی کے اس کا کوئی جواب نہیں دیا جاتا۔

یہ حالات بتاتے ہیں کہ باوجود اس قدیم برطانوی انصاف کے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا جماعتِ احمدیہ کے معاملہ میں بعض حکام عدل و انصاف سے کام نہیں لیتے آخر ہم چالیس پچاس سال سے برطانوی انصاف کا اقرار کرتے چلے آئے ہیں اور دوسرے لوگ بھی کرتے آئے ہیں بلکہ ایک لحاظ سے گاندھی جی بھی اس امر میں ہمارے ہمنوا ہیں کیونکہ انہوں نے ایک دفعہ کہا تھا کہ میں صرف حکومت کا دشمن ہوں انگریزی قوم کا دشمن نہیں بلکہ اس کا مدّاح ہوں۔ پس اگرچہ گالیاں کھانے میں ہم میں اور گاندھی جی میں فرق ہے مگر دعویٰ کے لحاظ سے ہم میں اور ان میں کوئی فرق نہیں۔ اگر فرق ہے تو یہ کہ چونکہ ان کے ساتھ اکثریت ہے، اس لئے احرار ڈرتے ہیں کہ اگر انہوں نے گاندھی جی کی مخالفت کی تو ان کی کھوپڑیاں سہلا دی جائیں گی لیکن ہم چونکہ اقلیت میں ہیں اس لئے وہ ہماری مخالفت کرتے ہیں۔ غرض اس میں کچھ شک نہیں کہ انگریزی قوم میں انصاف دوسری قوموں کی نسبت بہت زیادہ پایا جاتا ہے مگر باوجود اس کے (گو ایک حاکم نے اسے اور مفہوم میں استعمال کیا ہے) یہ ایک حقیقت ہے کہ جماعتِ احمدیہ کے معاملات میں بعض حکام کا ہاتھ عدل و انصاف کی تائید میں نہیں اُٹھا۔

قانون شکنی کی جاتی ہے اور عَــلَــی الْاِعْلاَن کی جاتی ہے سرکاری کاغذات کی رو سے ہماری مملوکہ چیزوں پر حملہ کیا جاتا ہے، ہماری عمارتوں کو گرایا جاتا ہے، ہمارے راہ چلتے آدمیوں کو گالیاں دی جاتی ہیں، محض افتراء اور جھوٹ کے طور پر ہماری جماعت کے معزز آدمیوں کی نسبت غلط خبریں شائع کی جاتی ہیں اور کوشش کی جاتی ہے کہ فتنہ وفساد کو اور زیادہ بھڑکایا جائے۔ چند آدمی مٹی ڈالنے

کے لئے جاتے ہیں اور جب ان سے ٹوکریاں وغیرہ چھین لی جاتی ہیں اور چند اور آدمی اور چند فوٹو کے کیمرے لے کر فوٹو اُتارنے کے لئے جاتے ہیں تو ان پر حملہ کر دیا جاتا ہے حالانکہ کبھی ظالم بھی فوٹو لیا کرتا ہے؟ وہ تو کیمروں کو توڑا کرتا ہے تاکہ اس کے ظلم کا کوئی نشان قائم نہ رہے لیکن انہوں نے فوٹو لئے جو ثبوت ہے اس بات کا کہ وہ ظالم نہ تھے لیکن فوٹو لینے والوں پر حملہ کر کے ان کے کیمرہ کو توڑ دیا جاتا اور یہ جھوٹی خبر شائع کر دی جاتی ہے کہ مرزا بشیر احمد صاحب اور مرزا شریف احمد صاحب موقع پر موجود تھے لیکن ڈر کے مارے بھاگ گئے۔

غرض ہمارے خلاف احرار کی طرف سے وہ وہ کام کئے جاتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں آزاد سرحدی علاقہ میں بھی نہیں کئے جا سکتے اس لئے کہ اگر وہاں کوئی شخص اس قسم کی حرکت کرتا ہے تو سمجھتا ہے کہ اس کا مدّ مقابل بھی اسی قسم کے ہتھیاروں سے کام لے کر اسے جواب دے گا اور اپنی طاقت سے اس کی طاقت کو توڑ دے گا لیکن یہاں یہ لوگ جانتے ہیں کہ احمدی اگر دفاع بھی کریں گے تو ہم یہی شور مچا دیں گے کہ انہوں نے حملہ کیا ہے اور اگر وہ روایت درست ہے جو پولیس کے ایک جھوٹے افسر کے متعلق بیان کی جاتی ہے تو احرار کو یہ یقین ہے کہ پولیس کا ایک حصہ ان کی مدد کرے گا اور خود احمدیوں پر ہی فائر کر دے گا۔ یہ باتیں قادیان میں ہوتی ہیں لیکن ابھی تک حکام بالا کی اس طرف توجہ نہیں ہوئی۔ میں ان واقعات کو دُہرا کر گورنمنٹ پر الزام نہیں لگانا چاہتا کیونکہ یہ باتیں نہایت آخری ایام کی ہیں اور ابھی تک ان پر اتنا وقت نہیں گزرا کہ میں حکومت پر الزام رکھ سکوں کیونکہ اس قدر قلیل عرصہ میں حکومتِ پنجاب فی الواقع کوئی کارروائی نہیں کر سکتی تھی لیکن میں اس سے یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ دشمن کو اس حد تک جرأت ہوگئی ہے وہ سمجھتا ہے میں جو کچھ چاہوں کر سکتا ہوں۔ بہر حال تین چار ہفتوں تک پتہ لگ جائے گا کہ گورنمنٹ کیا کرنا چاہتی ہے اور اس کے نزدیک احمدی مظلوم اور احرار ظالم ہیں یا ابھی تک وہ بعض افسروں کے سکھائے ہوئے بیان کے مطابق یہ سمجھتی ہے کہ احمدی دوسروں پر سختی کر رہے ہیں ان واقعات کے بعد بھی اگر گورنمنٹ نے کوئی توجہ نہ کی اور نہ کوئی ایسا قدم اُٹھایا جو ان مظالم کو روکے تو سوائے یہ یقین کرنے کے ہمارے لئے کوئی چارہ نہ رہے گا کہ گورنمنٹ ایسے لوگوں سے گھر گئی ہے جو سچی بات اُس تک نہیں پہنچاتے اور اس کوشش میں رہتے ہیں کہ وہ حق کو معلوم نہ کر سکے اس لئے آئندہ تین چار ہفتے ہمارے لئے نہایت ہی اہم ہیں ان ہفتوں میں ہمیں اپنے

مستقبل کے متعلق کوئی اہم فیصلہ کرنا ہوگا۔ ہمیں دیکھنا ہوگا کہ آیا پنجاب میں ہم امن سے رہ سکتے ہیں یا نہیں اور اگر رہ سکتے ہیں تو کس طریق پر۔ اس کے بعد ضروری ہوگا کہ ہم ایسا طریق اختیار کریں جو جماعت کی عزت اور اس کے وقار کا موجب ہو اور اس کے لئے میں قبل از وقت جماعت کو تیار کرنا چاہتا ہوں۔

میں جماعت کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ دنیا میں ہمیشہ دو طرح لڑائی کی جاتی ہے اور جب سے کہ عالَم کا آغاز ہوا وہی دو طریق ہیں جن کے ساتھ لڑائی ہوئی یا تو جھوٹ کے ساتھ لڑائی ہوتی ہے یا سچ کے ساتھ لڑائی ہوتی ہے۔ جھوٹ کے ساتھ لڑائی کرنے کی مثال وہی ہے جو احراریوں کی ہے کچھ مزدور مٹی ڈالنے کے لئے جاتے ہیں مگر مشہور یہ کر دیا جاتا ہے کہ احمدی حملہ کرنے آئے۔ مالکوں کا ایک نمائندہ پولیس کو اطلاع دینے کے لئے جاتا ہے، اسے بھی حملہ کرنے والوں میں شمار کر لیا جاتا ہے۔ کچھ لوگ فوٹو کے کیمرے ساتھ لے جاتے ہیں تو انہیں پیٹتے اور مشہور کر دیتے ہیں کہ وہ حملہ کرنے آئے چنانچہ اخبار ''زمیندار'' اور ''احسان'' میں یہی کچھ شائع ہوا ہے۔ پس جو مزدور مٹی ڈالنے کے لئے گئے، وہ بھی حملہ کرنے والے بن گئے جو مالکوں کا نمائندہ پولیس کو اطلاع دینے کے لئے گیا وہ بھی حملہ کرنے والا بن گیا اور جو فوٹو لینے کے لئے گئے وہ بھی حملہ آور قرار پا گئے۔ پھر ان چار پانچ آدمیوں کے جانے کو اور زیادہ بڑھایا گیا اور کہا گیا جماعت احمدیہ حملہ آور ہوئی اور غیر احمدیوں کے قبرستان پر حملہ آور ہوئی۔ باہر کے لوگ اس جھوٹ کی اہمیت نہیں سمجھ سکتے مگر تم جو قادیان کے رہنے والے ہو سمجھ سکتے ہو کہ یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے جو بولا گیا جس میں ایک فیصدی بھی سچ نہیں اور پھر یہ جھوٹ بولنے والے وہ ہیں جو آٹھ کروڑ مسلمانانِ ہند کے نمائندہ کہلاتے اور بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں۔ پس ایک تو جنگ کا یہ طریق ہے کہ فریقِ مقابل کو بدنام کرنے کیلئے جھوٹ بولا جائے اور نہایت دلیری و بیباکی سے اسے لوگوں میں پھیلایا جائے پھر آگے اس جھوٹ کے بھی کئی مدارج ہوتے ہیں کوئی سَو فیصدی جھوٹ بولتا ہے کوئی نوے فیصدی جھوٹ بولتا ہے کوئی اسّی فیصدی جھوٹ بولتا ہے کوئی ستّر فیصدی جھوٹ بولتا ہے کوئی ساٹھ فیصدی جھوٹ بولتا ہے کوئی پچاس فیصدی جھوٹ بولتا ہے پھر کوئی موقع و محل کے مناسب حال جتنا جی چاہے جھوٹ بول لیتا ہے کبھی تھوڑا جھوٹ بولتا ہے اور کبھی زیادہ۔ لیکن ایک اور طریقِ مقابلہ بھی ہے اور وہ یہ کہ ہمیشہ سچائی کو اختیار کیا جائے یہ وہ طریق

ہے جو ہم اختیار کئے ہوئے ہیں ہمارا اصل یہ ہے کہ ہم جو کچھ کہیں گے سچ کہیں گے اگر ہماری غلطی ہوگی تو ہم اس غلطی کا اقرار کر لیں گے اور اگر غلطی نہیں ہوگی تو انکار کر دیں گے۔ اسی طرح اگر ہمارے کسی آدمی کی غلطی ہوگی تو ہم اسے مان لیں گے نہ ہوگی تو انکار کر دیں گے لیکن دنیا کا عام خیال یہ ہے کہ سچ کے ساتھ فتح نہیں ہوسکتی مگر اس قلیل جماعت کا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام رسانی کا کام کرتی چلی آئی ہے یہ عقیدہ ہے کہ اصل فتح سچ کے ساتھ ہوتی ہے۔ جب انسان مشکلات سے گھر جاتا ہے، جب خطرات میں چاروں طرف سے مبتلاء ہو جاتا ہے جب انسان اپنی آزادی کے لئے کوئی چارہ کار نہیں پاتا اور وہ دیکھتا ہے کہ دشمن جھوٹ بول بول کر اس کے خلاف فتنہ وفساد کی آگ بھڑکاتا چلا جا رہا ہے تو اس کا قدم لڑکھڑا جاتا اور وہ یہ کہنے لگ جاتا ہے کہ میں بھی کیوں جھوٹ نہ بولوں اور کیوں جھوٹ کا جھوٹ سے مقابلہ نہ کروں لیکن وہ جان جو اپنی آزادی اور بچاؤ کے لئے جھوٹ بولتی ہے اس سے زیادہ ذلیل اور کوئی جان نہیں ہوسکتی اور اگر اس نے اپنی حفاظت کے لئے سچ کو قربان کر دیا تو اس کے بچانے کی بھی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔ ان دو چیزوں میں سے ہم نے دیکھنا ہے کہ ہم کون سی چیز اختیار کریں۔ میں جب یہ کہتا ہوں کہ ہم نے دیکھنا ہے کہ ہم کون سی چیز اختیار کریں تو میں اُن کمزوروں اور منافقوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کرتا ہوں جنہوں نے ابھی تک سچائی کی قدر و قیمت کو نہیں پہچانا ورنہ ہم نے تو دیکھا ہوا ہے کہ سچائی کے بغیر کبھی کامیابی نہیں ہوسکتی۔ پس میں جب ''ہم'' کا لفظ استعمال کرتا ہوں تو ان منافقوں کے لئے جن کے لئے یہ بات ابھی کھلی نہیں ورنہ ان کو مستثنیٰ کرتے ہوئے تو ہم پر یہ بات تو ہمیشہ سے کھلی ہوئی ہے کہ سچائی سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں اور یہ کہ سچ کی حفاظت کے لئے جان کا ضائع ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ اگر سچ کسی انسان کے ہاتھ سے چلا جاتا ہے اور وہ جھوٹ بول کر اپنی جان بچا لیتا ہے تو اس جان کی کوئی قیمت نہیں۔ مؤمن اسی زندگی کو حقیقی زندگی اور اسی فتح کو حقیقی فتح سمجھتا ہے جس کے ساتھ سچ کو وہ بچا لیتا ہے۔

پس اس وقت دشمن ہمارے خلاف جو سامان تیار کر رہا ہے، اسے مدّ نظر رکھتے ہوئے نہیں کہا جا سکتا کہ یہ مخالفت کا سلسلہ کب تک جاری رہے ممکن ہے دو سال، تین سال، چار سال یا پانچ سال رہے اور ممکن ہے دس بیس برس رہے۔ پھر نا معلوم وہ کس کس طریق سے مخالفت کرے گا اور کس کس رنگ میں ہماری جانوں اور عزتوں پر حملہ کرے گا اور اگر حکام کا ایک حصہ بھی بدستور مخالف رہا تو ایسی

صورت میں جو مشکلات پیدا ہوسکتی ہیں وہ ظاہر ہیں ایسے موقعوں پر کمزور لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ آؤ ہم بھی جھوٹ کا جھوٹ سے مقابلہ کریں پس میں ایسے ہی لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ سچائی اور جھوٹ میں کبھی جوڑ نہیں ہوسکتا۔ دیکھو! تمہارے سامنے ایک ایسی چیز ہے جو قیامت کا نظارہ اپنے اندر رکھتی ہے اگر ایک مقدس ترین چیز انسان کے پاس ہو اور وہ اکیلا دشمنوں کے نرغہ میں گھرا ہوا ہو اور چاروں طرف سے لوگ اس سے وہ قیمتی چیز چھیننے کی کوشش کر رہے ہوں تو جس رنگ میں وہ جان توڑ کر حملہ آوروں کا مقابلہ کرتا ہے اسی طرح آج ہماری حالت ہے اور ہمیں بھی احمدیت کے بچانے کا ایسا ہی فکر ہونا چاہئے۔ ہم اکیلے ہیں اور دشمن ہمارا چاروں طرف سے احاطہ کئے ہوئے ہے وہ چاہتا ہے کہ احمدیت کو کچل دے پس ہمیں اس جنگ کی اہمیت کو کبھی نہیں بھولنا چاہئے اور مستقبل قریب میں جو حالات پیش آنے والے ہیں ہمیں ان کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے آج ماضی پھر دُہرایا جانے والا ہے اور پھر گزشتہ انبیاء کے دشمنوں کے حالات تمہارے سامنے رونما ہونے والے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے جس شخص کو ہماری ہدایت کیلئے مبعوث کیا ہے اس کے متعلق یہ کہا ہے کہ وہ جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ[1] ہے یعنی تمام انبیاء کا لباس اسے دیا گیا ہے اگر تمام انبیاء کا لباس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیا گیا ہے تو کیا ان انبیاء سے مقابلہ کرنے والوں کا لباس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منکرین کو نہیں دیا گیا پس چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ ہیں اور آپ تمام انبیاء کے حُلّوں میں مبعوث ہوئے اس لئے تم دیکھو گے کہ وہ دشمن جو آدم کے مقابلہ پر کھڑا ہؤا وہ تمہارے مقابل پر بھی کھڑا ہوگا، تم دیکھو گے کہ وہ دشمن جو نوحؑ کے مقابلہ پر کھڑا ہؤا وہ تمہارے مقابل پر بھی کھڑا ہوگا، تم دیکھو گے کہ وہ دشمن جو ابراہیمؑ کے مقابلہ پر کھڑا ہؤا تمہارے مقابل پر بھی کھڑا ہوگا، اور تم دیکھو گے کہ موسیٰؑ اور داؤد اور سلیمان اور عیسیٰ علیہم السلام کا دشمن اور رسول کریم ﷺ کا دشمن بھی نئے نئے حُلّے پہن کر آئے گا کیونکہ جس طرح خدا تعالیٰ کے انبیاء اپنے ایک مثیل کی شکل میں آئے اسی طرح انبیاء کے مخالفین بھی اپنے مثیلوں کی شکل میں رونما ہوئے ہیں پس یہ معمولی مقابلہ نہیں بلکہ نہایت ہی اہم مقابلہ ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ کل اس کی جان اس مقابلہ میں بچے گی یا ضائع ہو جائے گی، کون کہہ سکتا ہے کہ کل اس کی عزت اس مقابلہ میں محفوظ رہے گی یا برباد ہو جائے گی، کون کہہ سکتا ہے کہ کل اس کا خاندان اس مقابلہ میں قربان ہو جائے گا یا بچ رہے گا اور اگر تم اپنی جان، اپنے مال، اپنی عزت اور

اپنی آبرو کی قربانی کرتے ہو تو مت خیال کرو کہ تم نقصان اُٹھاتے ہو یہ سب عارضی چیزیں ہیں جو آتی ہیں اور چلی جاتی ہیں۔ یاد رکھو یہ آخری جنگ ہے جو شیطٰن اور رحمٰن کی فوجوں میں ہو رہی ہے اِس وقت یا شیطان مارا جائے گا یا خدا کے فرشتے مارے جائیں گے سچائی غالب آئے گی یا جھوٹ غالب آئے گا۔ پس میں کہتا ہوں کہ اگر تم سچائی کے دلدادہ اور اسے دنیا میں قائم کرنے کے لئے کھڑے ہوئے ہو تو تم اپنے دلوں میں حلف اُٹھاؤ کہ چاہے تم پھانسی پر لٹکا دیئے جاؤ تم سچائی کو نہیں چھوڑو گے اور اگر تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جو اس عہد کی پابندی نہیں کر سکتا اور یہ جرأت اپنے اندر نہیں رکھتا کہ چاہے وہ پھانسی پر لٹکا دیا جائے سچائی کو نہ چھوڑے تو میں اس سے کہوں گا کہ اگر وہ کوئی اور قربانی نہیں کر سکتا تو یہی قربانی کرے کہ ہم سے الگ ہو جائے ہم اس کو بھی اس کا احسان سمجھیں گے کیونکہ وہ شخص جو سلسلہ میں رہتے ہوئے مداہنت سے کام لیتا ہے وہ نہ صرف سلسلہ کو بدنام کرتا ہے بلکہ اسلام کی فتح کو بھی پیچھے ڈالتا ہے۔

تمہارے سامنے آج سے سینکڑوں سال قبل کا ایک نظارہ ہے حضرت امام حسینؓ نے یزید کے سامنے جان دی کیا تم سمجھ سکتے ہو کہ حضرت امام حسینؓ اپنی جان نہیں بچا سکتے تھے؟ اگر وہ چاہتے تو مداہنت سے کام لے کر اپنی جان بچا سکتے تھے لیکن انہوں نے مداہنت سے کام نہ لیا بلکہ اپنی جان قربان کر دی مگر باوجود اس کے زندہ حضرت امام حسینؓ ہی ہیں، یزید نہیں۔ یزید پر ہرمنٹ موت آرہی ہے میں نے ابھی اس کا نام لیا تو میرا دل اس کے اعمال کے متعلق نفرت وحقارت سے بھر گیا تم نے سنا تو تمہارے دل میں بھی نفرت وحقارت کے جذبات پیدا ہوئے لیکن جب میں نے حضرت امام حسینؓ کا نام لیا تو میرا دل اُن کی عزت وعظمت اور محبت سے بھر گیا اور جب تم نے سنا تو تمہارے دل میں بھی ان کے متعلق عزت وعظمت اور محبت کی لہر دَوڑ گئی ہوگی۔ تو جو شخص سچائی کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے وہ نہیں مرتا پس تم دشمن کا سچائی سے مقابلہ کرو چاہے تمہاری ساری جائدادیں چھین لی جائیں، چاہے تم کو جھوٹے مقدمات میں مبتلاء کر کے پکڑوا دیا جائے اور چاہے جھوٹی گواہیاں دے کر تمہیں قید کرا دیا جائے تم ہمیشہ سچ بولو اور کبھی جھوٹ کے قریب بھی مت جاؤ۔ ہاں جو بات تم نہیں کہنا چاہتے اس کے متعلق کہہ دو کہ میں نہیں کہنا چاہتا سچ کے یہ معنی نہیں کہ تم جو نہیں کہنا چاہتے وہ بھی کہہ دو بلکہ سچ کے یہ معنی ہیں جو کچھ کہو وہ سچ ہو مگر کئی باتیں نہ کہنی بھی جھوٹ میں شمار ہوتی ہیں مثلاً ایک شخص کہتا ہے

میں نے دیکھا کہ زید بکر کو پیٹ رہا تھا حالانکہ زید نے بکر کو نہیں پیٹا خالد اُس وقت موقع پر موجود نہیں تھا مگر وہ شخص گواہی میں خالد کا نام لکھا دیتا ہے تو اگر خالد کہتا ہے میں نے زید کو پیٹتے دیکھا تو یہ جھوٹ ہوگا لیکن اگر وہ یہ نہیں کہتا مگر یہ کہتا ہے کہ میں اس بارے میں کچھ نہیں کہنا چاہتا تو یہ بھی جائز نہیں ہوگا کیونکہ ایسے واقعہ پر'' میں کچھ نہیں کہنا چاہتا'' کا مطلب یہی ہوگا کہ واقع میں زید بکر کو پیٹ رہا تھا اور یہ شخص زید کی حمایت کر رہا ہے حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ نہ زید نے بکر کو پیٹا نہ خالد نے ایسا فعل دیکھا پس اس قسم کی خاموشی بھی جھوٹ میں داخل ہوگی کیونکہ وہ مظلوم کی مدد سے کنارہ کرتا ہے۔

غرض ایسی خاموشی بھی جو جھوٹ کے مترادف ہو مت اختیار کرو اور جھوٹ بھی مت بولو جو انسان کے ایمان کو تباہ کر دیتا ہے۔ سچائی اختیار کرو، خواہ اس کے بدلے میں تمہیں کتنا بڑا نقصان اُٹھانا پڑے فرض کرو تم میں سے کوئی شخص کسی سے لڑ پڑتا ہے اور فرض کرو اس کے بعد مقدمہ ہو جاتا ہے تو اب مناسب یہ ہے کہ جو کچھ واقعہ ہوا ہے وہ عدالت میں سچ سچ بیان کر دیا جائے۔ اگر اسے اشتعال دلایا گیا تھا اور وہ اپنے نفس پر قابو نہ رکھ سکا تھا تو اب اس کا یہ کام نہیں کہ وہ اپنے فعل کو چھپائے اور اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرے بلکہ عدالت میں کھلے الفاظ میں اپنی غلطی کا اقرار کرے اور کہہ دے کہ مجھے اشتعال دلایا گیا تھا جس کی وجہ سے میں ضبطِ نفس کھو بیٹھا اور مجھ سے یہ حرکت سرزد ہوگئی۔ اس کا یہ فعل چاہے عدالت میں اسے سزا دلا دے مگر ہر شریف انسان کہے گا کہ گو اس سے غلطی ہوئی مگر اس نے اپنی غلطی سے بڑھ کر اس کا کفارہ ادا کر دیا سوائے اس کے کہ کوئی شخص جان بوجھ کر شرارت کرے ایسا شخص جو جان بوجھ کر شرارت کرتا ہے اگر عدالت میں اپنے جرم کا اقبال بھی کر لیتا ہے تو اس کا جُرم کم نہیں ہو جاتا کیونکہ جس طرح جھوٹ بولنا اسلام میں ناپسندیدہ ہے اسی طرح فتنہ و شرارت کو بھی اسلام سخت ناپسند کرتا ہے جو شخص فتنہ پھیلاتا ہے وہ آدم کا مرید نہیں بلکہ شیطان کا مرید ہے۔ آدم کو خدا تعالیٰ نے فساد کے لئے نہیں بلکہ امن کے قیام کے لئے بھیجا تھا وہ ابلیس تھا جس نے شرارت کی اور فتنہ و فساد پھیلایا۔ پس اگر کوئی شخص جان بوجھ کر فتنہ پیدا کرتا ہے تو چاہے احمدی ہی کیوں نہ ہو آدم کی ذرّیت میں سے نہیں بلکہ ابلیس کی ذریت میں سے ہے۔ پس اگر تم چاہتے ہو کہ مسیح موعود کی ذرّیت بنو تو سچ بولو، چاہے سچائی کے قیام کے لئے تم میں سے ہزار آدمی قید ہو جائے یا دس ہزار۔ تمہاری نیکی اور سچائی کے دامن پر کوئی حرف نہیں آنا چاہئے۔ اور یہ مت خیال کرو کہ تمہارے قید ہو جانے یا مر جانے یا

جائدادوں کے چھن جانے سے سلسلہ کو کچھ نقصان پہنچے گا اگر تم دلیری سے سچائی پر قائم ہو جاؤ تو اسی دن تمام مخالفت مٹ جائے۔ سچائی ایک تلوار ہوتی ہے جس کے مقابل پر کوئی طاقت نہیں ٹھہر سکتی۔ سیّد عبد القادر صاحب جیلانی کا مشہور واقعہ ہے کہ جب وہ چھوٹے بچے تھے تو ان کی والدہ نے انہیں ماموں کے پاس بھجوایا تا کہ وہ انہیں کوئی پیشہ سکھلا دیں۔ اُن کے والد فوت ہو چکے تھے ان کی والدہ نے بیس پچیس اشرفیاں پس انداز کی ہوئی تھیں وہ ان کی گدڑی میں سی دیں تا کسی اور کو اشرفیوں کا خیال نہ آئے اور وہ بحفاظت منزلِ مقصود تک پہنچ جائیں۔ اتفاقاً جس قافلہ میں وہ سفر کر رہے تھے اس پر راستہ میں ڈاکہ پڑا اور ڈاکوؤں نے سب مال واسباب لوٹ لیا ان کی عمر چونکہ چھوٹی تھی، اس لئے وہ ایک طرف گدڑی لئے کھڑے تھے۔ ڈاکو پاس سے گذرتے مگر کسی کو خیال نہ آتا کہ اس کے پاس بھی کوئی قیمتی چیز ہوسکتی ہے لیکن ایک ڈاکو نے یونہی چلتے ہوئے پوچھ لیا کیا تمہارے پاس بھی کوئی چیز ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں اس قدر اشرفیاں ہیں اور وہ گدڑی میں سی ہوئی ہیں۔ پھر کوئی دوسرا ڈاکو پاس سے گزرا تو اس نے بھی پوچھا؟ وہ پھر کہنے لگے میرے پاس اتنی اشرفیاں ہیں اور گدڑی میں سی ہوئی ہیں اس پر ڈاکو آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ یا تو یہ لڑکا پاگل ہے یا اس کے پاس واقعی اشرفیاں ہیں۔ آخر وہ انہیں اپنے سردار کے پاس لے گئے اور جب اس نے دریافت کیا تو کہنے لگے میری اماں نے مجھے اس قدر اشرفیاں دی تھیں، اور گدڑی میں سی دی تھیں وہ میرے پاس موجود ہیں۔ ڈاکوؤں کو پھر بھی اعتبار نہ آیا اور انہوں نے ہنسی ہنسی میں گدڑی کو کھولنا شروع کر دیا آخر اشرفیاں نکل آئیں۔ وہ کہنے لگے بیوقوف لڑکے! تیری گدڑی کو تو کسی نے چھیڑا نہ تھا تو نے کیوں بتایا کہ میرے پاس اشرفیاں ہیں۔ سید عبد القادر صاحب کہنے لگے مجھ سے انہوں نے پوچھا میں نے بتا دیا۔ وہ کہنے لگے جب ہم نے پوچھا تھا تو تم انکار کر دیتے۔ سید عبد القادر صاحب کہنے لگے اگر میں انکار کر دیتا تو یہ تو جھوٹ ہوتا۔ آپ کے اس رویہ کا ان ڈاکوؤں پر اثر ہوا کہ انہوں نے اُسی وقت ڈاکہ سے توبہ کی اور نیکی میں ترقی کرنے لگے[2] اس کے متعلق ہمارے کسی پنجابی شاعر نے کہا ہے

چوروں قطب بنایا ای

تو سچائی انسان کو تباہ نہیں کرتی بلکہ اسے کامیاب کیا کرتی ہے لیکن اگر باوجود اس کے تم میں سے بعض کے نزدیک سچائی انسان کو تباہ کرنے والی ہے تو انہیں سمجھ لینا چاہئے کہ ان کا خلیفہ ایسا ہی بیوقوف

ہے کہ وہ ہلاکت اور حفاظت کی راہ میں امتیاز کرنا نہیں جانتا ایسی صورت میں میری طرف سے انہیں اجازت ہے کہ وہ اپنا کوئی اور خلیفہ مقرر کرلیں اور اس کے بتائے ہوئے طریقوں پر چلیں لیکن اگر انہوں نے میری بیعت اور میری رہنمائی کو قبول کرنا ہے تو پھر میری ایک ہی نصیحت ہے اور وہ یہ کہ تم سچائی پر قائم رہو اور اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط کرو پھر تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ میں جانتا ہوں کہ جو بات آگے کہنے والا ہوں اس پر حکومت کے بعض افسر چڑتے ہیں وہ غصہ اور تکبّر سے اپنا منہ پھیر لیتے ہیں لیکن میں کیا کروں کہ یہ ایک سچائی ہے اور میں اسے چھپا نہیں سکتا کہ خواہ دنیا کی ساری حکومتیں مل جائیں پھر بھی تمہیں تباہ نہیں کرسکتیں بے شک میرے یہ الفاظ ان حکام پر جو خدا کی بادشاہت اور انسانی بادشاہت میں حفظِ مراتب کرنا نہیں جانتے گراں گزرتے ہیں، بے شک ایسے حکام کے موٹے نفس انہیں حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور وہ کہتے ہیں یہ غریب اور نہتّے لوگ کیوں ایسے بڑے دعوے کرتے ہیں مگر یہ ایک سچائی ہے کہ ساری دنیا کی حکومتیں مل کر بھی تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔ میں بھی سید عبدالقادر جیلانی کی طرح یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ بے شک میرا کہنا انہیں بُرا لگتا ہے بے شک وہ اس کی وجہ سے ہمیں اور زیادہ نقصان پہنچانے کے درپے ہو جاتے ہیں لیکن یہ ایک واقعہ اور حقیقت ہے کہ احمدیت خدا تعالیٰ کے ہاتھ کی بوئی ہوئی کھیتی ہے اور دنیا کی سب طاقتیں مل کر بھی اسے فنا نہیں کرسکتیں۔ اگر احمدیت کو کوئی چیز نقصان پہنچا سکتی ہے تو وہ احمدیوں کی اپنی بد اعمالیاں اور جھوٹ ہیں پس اِس وقت ایک عظیم الشان مقابلہ مجھے نظر آ رہا ہے اور اگر آئندہ چند ہفتوں یا چند مہینوں کے اندر اندر اس ظلم کی تلافی نہ کی گئی جو ہم پر کیا جا رہا ہے تو ہمیں ایسا پروگرام تجویز کرنا پڑے گا جس سے سلسلہ کی حفاظت ہو اور اس کے وقار کو قائم رکھا جائے مگر اس پروگرام کی ایک بڑی شرط یہ ہوگی کہ وہی شخص اس میں شامل ہوگا جو سچائی پر قائم رہنے کا عہد کرے گا ورنہ جو شخص اپنی جان کو اتنا قیمتی سمجھتا ہے کہ اس کے لئے وہ سچ کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے وہ ہمارے ساتھ شامل ہو کر کام نہیں کرسکتا۔ اور اگر تم سچائی پر قائم رہو تو میں سمجھتا ہوں کہ تمہاری موت بھی زندگی کا موجب بن جائے گی کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ صحابہ جنہوں نے ہر قسم کی مشکلات اور مصائب میں سچائی قائم رکھی مگر اپنی جان دے دی ان کی زندگی یونہی گئی کیا تم میں سے کوئی سنگ دل سے سنگ دل انسان بھی ایسا ہے جو اس صحابی کا واقعہ سن کر اپنے اندر زندگی کی روح محسوس نہیں کرتا جسے مشرکینِ مکّہ نے

اذیتیں دے دے کر جب سولی پر لٹکایا تو ایک شخص کہنے لگا بتا تو سہی کیا تیرا دل نہیں چاہتا کہ تُو اس وقت مدینہ میں آرام سے اپنے بیوی بچوں میں بیٹھا ہؤا ہو اور تیری جگہ محمد (ﷺ) کو پھانسی دی جائے اگر وہ مداہنت سے کام لیتا اور کفّار کے حسبِ منشاء جواب دے دیتا تو کیا رسول کریم ﷺ کو کچھ نقصان پہنچ جاتا کوئی نقصان نہ پہنچتا بلکہ ممکن تھا کہ اس کی جان بچ جاتی لیکن اُس نے جو جواب دیا وہ یہ تھا کہ تم تو یہ کہتے ہو کہ میں اپنے گھر میں آرام سے بیٹھا ہؤا ہوں اور محمد ﷺ کو پھانسی دی جائے میں تو یہ بھی پسند نہیں کرسکتا کہ میں اپنے گھر میں آرام سے بیٹھا ہؤا ہوں اور محمد ﷺ کے تلووں میں کوئی کانٹا تک چُبھ جائے۔ [۳]

بے شک اس دلیرانہ اظہارِ ایمان کے نتیجہ میں انہوں نے اپنی جان دے دی اور بے شک اس جواب کی وجہ سے نرمی کا خیال کفّار کے دلوں سے نکل گیا مگر دیکھو تو، کہ کتنے آدمی ہیں جو اس واقعہ کو سن کر زندہ ہو جاتے ہیں اور کتنے ہیں جنہیں اس واقعہ سے ایک نئی زندگی اور ایک نیا ایمان بخشا جاتا ہے۔ پس موت کوئی چیز نہیں تم اگر مرو اور سچائی کے لئے مرو تو تمہارے دشمنوں میں سے ہی کئی لوگ ایسے کھڑے ہو جائیں گے جو تمہاری قدر کریں گے اور کہیں گے کہ سچائی کا ایسا عظیم الشان مظاہرہ دیکھ کر وہ صداقت کو قبول کرنے سے پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔ مجھے کل ہی ایک نوجوان کا خط ملا ہے وہ لکھتا ہے میں احراری ہوں میری ابھی اتنی چھوٹی عمر ہے کہ میں اپنے خیالات کا پوری طرح اظہار نہیں کرسکتا اتفاقاً ایک دن ''الفضل'' کا مجھے ایک پرچہ ملا جس میں آپ کا خطبہ درج تھا میں نے اسے پڑھا تو مجھے اتنا شوق پیدا ہو گیا کہ میں نے ایک لائبریری سے لے کر ''الفضل'' باقاعدہ پڑھنا شروع کیا پھر وہ لکھتا ہے خدا کی قسم کھا کر میں کہتا ہوں اگر کوئی احراری آپ کے تین خطبے پڑھ لے تو وہ احراری نہیں رہ سکتا۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ خطبہ ذرا لمبا پڑھا کریں کیونکہ جب آپ کا خطبہ ختم ہو جاتا ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ دل خالی ہو گیا اور ابھی پیاس نہیں بجھی۔ تو سچائی کہاں کہاں اپنا گھر بنا لیتی ہے وہ چھوٹے بچوں پر بھی اثر ڈالتی ہے اور بڑوں پر بھی۔

رسول کریم ﷺ نے جب ابتدائے دعویٰ میں مکّہ کے لوگوں کی دعوت کی اور انہیں اسلام کی طرف بلایا تو اُس وقت آپ کے رشتہ دار بھی اس مجلس میں موجود تھے آپ نے دریافت فرمایا کہ اے لوگو! تم میں سے کون میرے کام میں مدد کرے گا؟ رسول کریم ﷺ نے جب یہ مطالبہ کیا تو تمام لوگ

خاموش ہو گئے لیکن اُس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ اُٹھے جو ابھی بہت چھوٹی عمر کے تھے اور کہنے لگے یَـا رَسُـوْلَ اللّٰہِ! میں آپ کی مدد کروں گا۔[۴] اب کتنے گیارہ برس کے بچے ہیں جو شدید مخالفت کو دیکھتے ہوئے حق وصداقت کی حمایت کے لئے اتنی عظیم الشان جرأت دکھا سکیں یقیناً بہت کم بچے ہوں گے پھر کیا چیز تھی جس نے حضرت علی کو اس مجمع میں کھڑا کیا وہ وہی سچائی تھی جو رسول کریم ﷺ کے ہونٹوں پر جاری ہوئی اور حضرت علی نے اس کا مشاہدہ کیا، اسی طرح رسول کریم ﷺ نے جب دعویٰ نبوت کیا تو اُس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ باہر کسی گاؤں میں گئے ہوئے تھے جب آپ واپس آئے تو اپنے ایک دوست کے ہاں ٹھہرے اُس کی لونڈی آپ کو مخاطب کر کے کہنے لگی تیرا دوست تو پاگل ہو گیا۔ وہ کہنے لگے کون سا دوست اور کس طرح پاگل ہو گیا؟ اس نے جواب میں رسول کریم ﷺ کا نام لیا اور کہا وہ ایسا پاگل ہو گیا ہے کہ کہتا ہے فرشتے مجھ پر خدا کا کلام لے کر اُترتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اُس وقت اُس دوست کے ہاں آرام کرنے کے لئے لیٹے تھے مگر جونہی آپ نے یہ بات سنی فوراً چادر سنبھالی اور رسول کریم ﷺ کے گھر کی طرف چل پڑے دروازہ پر پہنچ کر دستک دی تو رسول کریم ﷺ باہر تشریف لائے۔ آپ نے شکل دیکھتے ہی کہا میرا ایک سوال ہے آپ اس کا جواب دیں اور وہ یہ کہ کیا آپ کہتے ہیں آپ پر خدا کے فرشتے اُترتے اور اس کا کلام نازل ہوتا ہے؟ رسول کریم ﷺ نے اِس خیال سے کہ دشمنوں نے ان کے کان نہ بھرے ہوئے ہوں اور مبادا ٹھوکر لگ جائے تمہیدی طور پر بعض دلائل بیان کر کے اپنا دعویٰ پیش کرنا چاہا مگر حضرت ابوبکرؓ نے کہا آپ کو خدا تعالیٰ کی قسم ہے آپ کوئی اور بات نہ کریں آپ صرف یہ بتائیں کہ کیا آپ نے اِس قِسم کا دعویٰ کیا ہے کہ آپ پر خدا تعالیٰ کے فرشتے اس کا کلام لے کر اُترتے ہیں؟ رسول کریم ﷺ نے پھر تشریح کرنی چاہی تو آپ نے پھر روک دیا اور کہا میں آپ کو خدا کی قَسم دیتا ہوں کہ آپ صرف میری بات کا جواب دیں اس کی تشریح نہ کریں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہاں میں نے دعویٰ کیا ہے آپ نے کہا تو پھر میں آپ پر ایمان لاتا ہوں پھر کہنے لگے یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! میں نہیں چاہتا تھا کہ میرا ایمان دلیلوں سے مشتبہ ہو جائے۔[۵] میں جانتا ہوں کہ وہ شخص جس نے انسانوں پر آج تک کبھی جھوٹ نہیں باندھا وہ خدا تعالیٰ پر بھی کبھی افتراء نہیں کرسکتا پس میرے لئے صداقت کی یہی دلیل کافی ہے۔

یہ وہ شخص ہے جس کی اُمت میں سے ہونے کا تم دعویٰ کرتے ہو، یہ وہ شخص ہے جس کے لائے ہوئے ایمان کو تازہ کرنے کے لئے تم دنیا میں کھڑے ہوئے ہو اور یہ وہ نمونہ ہے جسے پھر دنیا میں قائم کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا۔ اگر تم اپنے وجود سے سچائی کا نمونہ لوگوں کو دکھا دو گے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت تمہیں کچل نہیں سکتی۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ اب تو حاکموں نے بھی جماعت احمدیہ کو جھوٹا کہہ دیا مگر کیا پہلے حاکموں نے حضرت مسیح ناصری کو جھوٹا نہیں کہا تھا؟ اور کیا لوگوں نے رسول کریم ﷺ کی تکذیب نہیں کی تھی؟ پس یہ مخالفت کوئی چیز نہیں محض ایک عارضی چیز ہے ورنہ اگر احراری میری ڈاک میں سے اپنے ہم مذہب لوگوں کی، ہندو میری ڈاک میں سے اپنے ہم مذہب ہندوؤں کی اور سکھ میری ڈاک میں سے اپنے ہم مذہب سکھوں کی وہ چٹھیاں پڑھیں جو مجھے آتی ہیں تو انہیں معلوم ہو کہ ان میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ فلاں احمدی سے ہمارا جھگڑا ہے آپ اس کا فیصلہ کرا دیں ہم عدالت میں جانا نہیں چاہتے۔ اگر ہم جھوٹے اور فسادی ہیں تو احراری، ہندو اور سکھ ہمارے پاس اپنے جھگڑوں کو فیصلہ کرانے کے لئے کیوں لاتے ہیں کیا یہ صاف طور پر اس امر کا ثبوت نہیں کہ ان کے دل اقرار کرتے ہیں کہ ہم سچے ہیں صرف مخالفت اور عناد پھیلانے کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ ہم جھوٹے ہیں ورنہ ان کے دل مانتے ہیں کہ ہم جھوٹ نہیں کہتے بلکہ جو کچھ کہتے ہیں صحیح اور درست کہتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں جس مقامِ صدق پر لوگ تمہیں سمجھتے ہیں اس سے بھی زیادہ ترقی کرنے کی کوشش کرو۔ تم بھول جاؤ اس بات کو کہ احراری تمہیں کیا کہتے ہیں، تم بھول جاؤ اس بات کو کہ گورنمنٹ کے بعض افسر تمہارے متعلق کیا خیال رکھتے ہیں تم آج سے یہ جہاد شروع کر دو کہ ہمیشہ سچ بولو اور جو کچھ واقعہ ہو اُسے بیان کر دو اور پیشتر اس کے کہ مَیں وہ سکیم بتاؤں جو سلسلہ کی عظمت اور اس کے وقار کو قائم رکھنے کے لئے بشرط ضرورت بیان کی جائے گی ہر شخص اپنی زندگی پر غور کرے، اپنی بیوی اور بچوں کی زندگی پر غور کرے، اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی زندگیوں پر غور کرے، اپنے دوستوں اور ہمسایوں کی زندگی پر غور کرے اور اگر اسے کہیں بھی جھوٹ نظر آئے خواہ اپنے اندر یا اپنے کسی رشتہ دار دوست اور ہمسایہ کے اندر تو اس کا فرض ہے کہ اس گند کو چھیلے اور اُسے دُور کرنے کی کوشش کرے تا کہ جس وقت اس سے قربانی کا مطالبہ کیا جائے وہ خدا تعالیٰ کے سپاہیوں میں اپنا نام لکھا سکے کیونکہ جو شخص جھوٹ بولتا ہے وہ خدا کا سپاہی نہیں بن سکتا۔ تم میں سے بہت ہیں جو مجھے کہتے

ہیں کہ ہمارے لئے یہ حالت ناقابلِ برداشت ہو رہی ہے اگر تمہارے لئے یہ بات ناقابلِ برداشت ہے تو میں تم سے کہتا ہوں تم جاؤ اور جھوٹ کو مٹا کر سچ قائم کر دو۔ اگر تم جھوٹ کو مٹا ڈالو گے تو میں سمجھ لوں گا کہ تمہارا جوش حقیقی تھا اور اگر تم سچائی پر پوری طرح قائم رہو تو پھر میں اس بات کا ضامن ہوں کہ خدا تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق تم ضرور جیتو گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو مصلح موعود کے متعلق الہامات ہوئے ہیں ان میں سے ایک مظہر الحق بھی ہے یعنی وہ صداقت وراست بازی کا مظہر ہوگا پس تم جب بھی جیتو گے سچائی سے جیتو گے جھوٹ سے نہیں جیت سکتے۔ خدا تعالیٰ نے میری پیدائش سے پہلے میرا نام مظہر الحق رکھا ہے اور یہی سچائی کی تلوار ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھے دی تم اگر دشمن سے لڑنا چاہتے ہو تو اسی تلوار سے تمہیں لڑنا پڑے گا جو خدا تعالیٰ نے مجھے دی نہ اس تلوار سے جو خدا تعالیٰ نے مجھے نہیں دی۔ مجھے خدا تعالیٰ نے لوہے کی تلوار نہیں دی بلکہ لوہے کی تلوار والا جسم بھی نہیں دیا ہمیشہ بیمار رہتا ہوں مجھے جو تلوار دی گئی ہے وہ سچائی اور صداقت کی تلوار ہے۔ اگر تم میں سے کوئی شخص یہ تلوار اپنے ہاتھ میں پکڑنے کے لئے تیار نہیں تو وہ کس طرح فوج میں شامل ہو کر روحانی جنگ کے لئے تیار ہو سکتا ہے۔

تھوڑے دن ہوئے میری ہمشیرہ مبارکہ بیگم صاحبہ نے ایک رؤیا دیکھا ہے ان کی اکثر خوابیں سچی نکلتی ہیں وہ کہتی ہیں جس دن حکومت کی طرف سے خطابات کی فہرست اخباروں میں شائع ہوئی اُس دن وہ اخبار کا وہی پرچہ پڑھ رہی تھیں کہ نیند آ گئی اور خواب میں خدا تعالیٰ کی طرف سے انہیں میرے متعلق آواز آئی کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خطاب ملا ہے۔ **مَظْھَرُ الْحَکِیْمِ ۔ مَظْھَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ** ۔ مؤخر الذکر وہی الہام ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوا پس میں آج سچائی کی تلوار تم سب میں تقسیم کرتا ہوں اور پیشتر اس کے کہ تمہیں جنگ کے لئے جانا پڑے تمہارا فرض ہے کہ تم اس ہتھیار سے کام لو آخر ہر جنگ کے لئے کوئی نہ کوئی ہتھیار ہوا کرتے ہیں جو لوگ نیزوں اور تلواروں سے لڑا کرتے ہیں وہ فوج میں نیزے اور تلواریں تقسیم کیا کرتے ہیں اور جو لوگ گولہ بارود اور توپ وتفنگ سے لڑتے ہیں وہ گولہ بارود اور بندوقیں اور توپیں فوج میں تقسیم کیا کرتے ہیں۔ ہم کو خدا تعالیٰ نے نہ بندوقیں دی ہیں نہ توپیں بلکہ نیزے اور تلواریں بھی نہیں دیں اور نہ اس قسم کی لڑائیوں کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا ہمیں جس جنگ کے لئے پیدا کیا گیا ہے وہ روحانی جنگ

ہے اور جس ہتھیار سے کام لینے کا حکم ہے وہ سچائی کی تلوار ہے اور سچائی کی تلواریں مَیں تم میں تقسیم کرتا ہوں تم انہیں لے لو کہ جس کے پاس یہ تلوار ہوگی وہ کامیاب ہوگا اور جس کے پاس یہ تلوار نہیں ہوگی وہ کامیاب نہیں ہوگا۔ تم سچائی پر قائم ہو جاؤ، جھوٹ کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دو اور خواہ تمہاری جان جاتی ہو تم وہی بات کہو جو سچی ہو اور اس طرح خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرو ہم ہمیشہ کہتے ہیں کہ ہماری عزتیں، ہماری جانیں اور ہمارے اموال سب کچھ خدا تعالیٰ کے لئے قربان ہیں لیکن اگر ہم اپنی عزتیں بچانے کے لئے یا جان کی حفاظت کے لئے جھوٹ بولتے اور سچائی کو چھوڑ دیتے ہیں تو ہم کہاں قربانی کرتے ہیں۔ پس تم اپنے نفوس کو ٹٹول ٹٹول کر ان میں سے جھوٹ کو نکال دو پھر اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کے حالات پر نگاہ ڈالو اور اگر تمہیں ان میں جھوٹ کی تاریکی نظر آئے تو اُسے دُور کرو۔ پھر اپنے ہمسایوں پر نگاہ ڈالو اور ان کو بھی اچھی طرح ٹٹول ٹٹول کر دیکھو پھر اگر ان میں جھوٹ نظر آتا ہے تو اسے بھی نکالنے کی کوشش کرو۔ اگر تم اس طرح سچائی پر قائم ہو جاؤ گے تو یہ تلوار ایسی ہے جس کا کوئی طاقت مقابلہ نہیں کرسکتی ہاں عارضی مشکلات بے شک آیا کرتی ہیں مگر وہ کوئی نئی بات نہیں ہماری جانیں آخر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قیمتی نہیں کہ ہم یہ تو گوارا کرلیں کہ رسول کریم ﷺ پر مشکلات آئیں مگر یہ برداشت نہ کرسکیں کہ ہمیں بھی کوئی تکلیف پہنچے۔ اگر ہم ایسا خیال کرتے ہیں تو ہم سے زیادہ متکبّر اور خود پسند کوئی نہیں ہوسکتا۔ محمد ﷺ کو اگر دکھ پہنچ سکتے تھے تو ان کے مقابلہ میں ہماری ہستی ہی کیا ہے کہ ہمیں مشکلات سے مستثنیٰ کیا جائے۔ تم اس مخلص صحابی کے اس قول پر نگاہ ڈالو جس نے کہا تھا میں تو یہ پسند نہیں کرسکتا کہ میں گھر پر آرام سے بیٹھا ہوُا ہوں اور محمد ﷺ کے پاؤں میں کانٹا چُبھ جائے۔ پھر غور کرو کہ محمد ﷺ اور آپ کے صحابہ کی تکلیفوں کے مقابلہ میں تم بھی ان مصائب کے برداشت کرنے کیلئے تیار ہو یا نہیں؟ تمہیں تو اس امر کے لئے آمادہ ہونا چاہئے کہ اگر محمد ﷺ نے تیرہ سال مکّہ معظّمہ میں تکالیف برداشت کیں تو ہم اپنے آقا کی یاد میں اور اتباع میں ایک سَو تیس سال تکلیفیں اُٹھاتے چلے جائیں گے اور محمد ﷺ کے لائے ہوئے دین کو دنیا میں قائم کردیں گے۔ کیا فائدہ ہے محض زبانی دعووں کا، کیا فائدہ ہے باتیں بنانے اور وقت ضائع کرنے کا۔ اگر ہم محمد ﷺ کی لائی ہوئی تعلیم کو دنیا میں قائم نہیں کردیتے اور قرآن مجید کی اشاعت دنیا کے کونے کونے میں نہیں کرتے تو ہمارے دعوے سب ڈھکوسلے ہیں اور ہم سے زیادہ قابلِ نفرت اور کوئی وجود نہیں۔ پس

سچائی پر قائم رہو، اللہ تعالیٰ پر توکّل کرو اور دعاؤں میں لگ جاؤ۔ دعاؤں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایک نیا انکشاف کیا ہے جو میرے پہلے عقیدہ کے کسی قدر خلاف ہے مگر آج چونکہ وقت زیادہ ہو گیا ہے اس لئے اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو اسے اگلے جمعہ یا کسی اور خطبہ جمعہ میں بیان کر دوں گا فی الحال میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج سے تم اپنے نفسوں کو بدلنا شروع کر دو اور صدق اور راستی کی تلوار اپنے ہاتھ میں لے لو پھر دنیا کی کوئی طاقت تمہارا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ (الفضل ۲۴؍جون ۱۹۳۵ء)

۱؎ تذکرہ صفحہ ۷۹۔ ایڈیشن چہارم

۲؎ تذکرۃ الاولیاء از رئیس احمد جعفری صفحہ ۲۴۴

۳؎ اسد الغابة جلد ۲ صفحه ۲۳۰ مطبوعه رياض ۱۲۸۵ ھ

۴؎ تاریخ ابن اثیر جلد ۱ صفحہ ۶۳ مطبوعہ بیروت ۱۹۶۵ء

۵؎ سیرت ابن ھشام جلد اوّل صفحہ ۸۶ مطبوعہ مصر ۱۲۹۵ھ